16

اسلام نے قُربِ الٰہی کا راستہ اتنا آسان کر دیا ہے کہ اگر مومن ذرا بھی کوشش کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کو پا سکتا ہے

دیگر مذاہب نے خدا سے ملنے کی اُمید تو دلائی لیکن راستہ اتنا کٹھن بتایا کہ انسان مایوس ہو جاتا ہے

(فرمودہ 30 مئی 1958ء بمقام مری)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی: "صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً [1]
قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ"۔[2]

اس کے بعد فرمایا:

"میں نے آج رؤیا میں دیکھا کہ ایک جگہ بہت سے لوگ بیٹھے ہیں اور میں انہیں مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ مختلف مذاہب میں جو خدا تعالیٰ کا تصور پایا جاتا ہے وہ میں تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں۔ چنانچہ سب سے پہلے میں نے بُدھ مذہب میں جو خدا تعالیٰ کا تصور پایا جاتا ہے وہ اُن کے

سامنے بیان کیا اور اِس پر ایک تقریر کی۔

صبح کے وقت جب میں نے اپنی اِس رؤیا پر غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ کے تصور کے الفاظ اختصاراً بولے گئے ہیں ورنہ اس سے مُراد خدا تعالیٰ سے ملنے کا تصوّر تھا۔ چنانچہ میں نے اُن کے سامنے جو تقریر کی وہ یہ تھی کہ دیکھو! مچھلی پانی میں رہتی ہے لیکن اس پانی پر جو سورج کی شعاعیں گرتی ہیں یا دریا میں بہنے والی ریت کے ذرات سے جو چمک پیدا ہوتی ہے وہ آہستہ آہستہ مچھلی پر ایسا اثر ڈالتی ہے کہ اس پر چانے 3 پڑ جاتے ہیں۔ درحقیقت یہ چانے اس لیے ہوتے ہیں کہ دیر تک اس پر ریت کی چمک اور سورج کی شعاعوں کا اثر ہوتا رہتا ہے اور آخر اس کے جسم پر بھی ویسی ہی چمک آ جاتی ہے۔ اگر سنہری ریت ہو تو یہ چانے سنہری بن جاتے ہیں۔ چنانچہ کئی مچھلیوں پر میں نے خود سنہری رنگ کے چانے دیکھے ہیں۔ بلکہ بعض دفعہ ان پر سات سات، آٹھ آٹھ رنگ کے چانے ہوتے ہیں اور بعض دفعہ تو ایسے نیلے رنگ کا چانہ ہوتا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ فیروزہ 4 ہے۔ پھر میں کہتا ہوں دیکھو! جسم جو ایک کثیف چیز ہے اگر اِس اتّصال کے نتیجہ میں دوسری چیزوں کا اثر قبول کر لیتا ہے تو روح جو ایک نہایت ہی لطیف چیز ہے وہ کیوں اثر قبول نہیں کرے گی۔ پھر میں دوسرے مذہب پر اسلام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے کہتا ہوں کہ دیکھو! بدھ مذہب نے صرف یہ بتایا ہے کہ خدا تعالیٰ سے اتّصال پیدا ہو سکتا ہے مگر اتّصال پیدا کرنے کا طریق اُس نے نہیں بتایا اور جو بتایا ہے وہ اتنا لمبا ہے کہ انسان کے لیے اُس پر عمل ممکن نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ بدھؑ ساٹھ سال تک اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے ایک جنگل میں بانس کے درخت کے نیچے بیٹھا اور خدا تعالیٰ کی عبادت اور ذکرِ الٰہی میں اتنا محو ہوا کہ اُس کے نیچے سے ایک درخت نکلا جو اُس کے جسم کو چیرتا ہوا سر سے نکل گیا اور اُسے پتا تک نہ لگا۔ اب یہ ایک لایعنی سی بات ہے جسے عقل قبول نہیں کر سکتی۔ لیکن اسلام نے نہ صرف وصالِ الٰہی کا تصور بیان کیا ہے بلکہ وہ رستہ بھی بتایا ہے جس پر چل کر انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ مثلاً بدھ نے دُعا کی قبولیت پر کوئی زور نہیں دیا صرف نروانا 5 پر زور دیا ہے یعنی اس نے کہا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے نفس کی تمام خواہشات کو نکال دے حالانکہ خدا تعالیٰ کے قُرب کی خواہش بھی تو ایک خواہش ہی ہے۔ اگر وہ سب خواہشات کو نکالے گا تو یہ خواہش کیسے باقی رہ سکتی ہے۔ پس بدھؑ نے متضاد بات کہی ہے لیکن اسلام کہتا ہے کہ خدا کے ملنے سے انسان کے اندر بھی خدائی صفات

مجازی رنگ میں پیدا ہو جاتی ہیں مگر اس کے لیے کسی لمبے مجاہدہ کی ضرورت نہیں۔ اگر کسی شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جائے اور وہ اُس کے حضور دُعا کرے تو وہ فرماتا ہے اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ 6 میں اس کی دُعا کو ضرور قبول کروں گا اور اسے اپنے قُرب میں جگہ دوں گا۔ اب کُجا یہ طریق کہ وہ بانس کے درخت کے نیچے ساٹھ سال بیٹھا رہا یہاں تک کہ اُس کے نیچے سے ایک درخت نکلا جو اُس کے سر سے پار ہو گیا اور کُجا یہ آسان طریق کہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کی اور وہ جھٹ مل گیا۔

حدیثوں میں بھی اللہ تعالیٰ کی اِس محبت کی لطیف تشریح کی گئی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک جنگ میں بہت سے لوگ مارے گئے اور جو باقی بچے وہ اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ ایک عورت بھی بھاگی اور وہ ڈر کے مارے اپنے بچہ کو بھی چھوڑ گئی۔ جب جنگ ختم ہوئی تو وہ میدانِ جنگ میں واپس آئی اور اپنے بچہ کو تلاش کرنے لگی۔ وہ ایک ایک بچہ کو دیکھتی، اُسے اٹھاتی اور پھر رکھ دیتی۔ یہاں تک کہ اُسے اپنا بچہ مل گیا اور وہ اُسے اپنے سینہ سے لگا کر بڑے اطمینان سے ایک پتھر پر جا بیٹھی اور اُسے پیار کرنے لگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے کہا کیا تم اس عورت کو دیکھ رہے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں! یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا اس عورت کو اپنے بچہ کے گُم ہو جانے کی وجہ سے کتنا اضطراب تھا مگر جب اسے اپنا بچہ مل گیا تو پھر اسے کتنی تسلّی ہو گئی اور کس اطمینان سے یہ علیحدہ جا کر بیٹھ گئی۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ کے دل میں اپنے گمراہ بندے کو دیکھ کر شدید تڑپ پیدا ہوتی ہے اور جب وہ اُس کی طرف واپس آتا ہے تو اس عورت سے بھی زیادہ اُس کو خوشی ہوتی ہے۔ 7 گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کی تصدیق کر دی کہ صرف بندے کے دل میں ہی خدا تعالیٰ کی محبت پیدا نہیں ہوتی بلکہ خود بھی اپنے بندے کی محبت میں بے تاب ہوتا ہے جیسے کسی شاعر نے کہا ہے کہ

الفت کا تب مزہ ہے کہ دونوں ہوں بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

بدھؑ نے کہا کہ بندے کے اندر خدا تعالیٰ سے ملنے کی ایک آگ ہونی چاہیے لیکن اسلام کہتا ہے کہ خدا میں بھی ایسی آگ موجود ہے اور وہ چاہتا ہے کہ بندے اُس کے پاس آ جائیں اور اُس کا قُرب حاصل کریں۔ گویا ایک نے اتّصال کی اُمید تو دلائی ہے مگر جو راستہ بتایا ہے وہ اتنا کٹھن ہے کہ

انسان مایوس ہو جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میں خدا تعالیٰ سے نہیں مل سکتا لیکن اسلام میں اللہ تعالیٰ نے وصالِ الٰہی کا راستہ بہت آسان کر دیا ہے اور ایسا آسان کر دیا ہے کہ اگر مومن کے دل میں ذرا بھی محبت ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کو پا سکتا ہے اور اس کی برکات اور فیوض سے حصہ لے سکتا ہے۔ اِس بارہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات ہمارے سامنے ہیں۔

پھر موجودہ زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں جو نمونہ دکھایا اُس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ آپ کے دل میں خدا تعالیٰ کی کتنی محبت تھی اور خدا تعالیٰ بھی آپ کے لیے کتنی غیرت رکھتا تھا۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں لوگ مجھے گالیاں دیتے ہیں، مجھے بُرا بھلا کہتے ہیں، مجھ پر مختلف قسم کے حملے کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ میں اس پیغام کو چھوڑ دوں جس کو لوگوں تک پہنچانا خدا تعالیٰ نے میرے سپرد کیا ہے مگر میں ایسا کس طرح کر سکتا ہوں۔ میں تو دیکھتا ہوں کہ جب رات کو میرے عزیز ترین وجود مجھے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں تو اُس وقت خدا میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے اے میرے بندے! میں تیرے ساتھ ہوں، اے میرے بندے! میں تیرے ساتھ ہوں۔ پس وہ جو مجھ سے اس طرح محبت کرتا ہے اور رات کو جبکہ میرا کوئی ساتھی اور مددگار موجود نہیں ہوتا میرے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ میں اس خدا کو ان انسانوں کی وجہ سے کس طرح چھوڑ دوں جن کی محبتیں عارضی اور بناوٹی ہوتی ہیں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ اپنے وصال اور قُرب کے بڑے آسان رستے کھول دیئے ہیں۔

ایک بزرگ تھے جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ایسے محو ہوئے کہ وہ رات دن عبادت اور ذکرِ الٰہی میں لگے رہتے تھے۔ اُن کی بیوی کچھ دنیاداری کا رنگ رکھتی تھی۔ اُس نے جب دیکھا کہ گھر میں تنگی ہے اور یہ کوئی کام کاج نہیں کرتے تو اُس نے ایک اَور بزرگ کے پاس ان کی شکایت کی اور انہیں کہا کہ اپنے بھائی کو سمجھاؤ وہ سارا دن باہر بیٹھا رہتا اور ذکرِ الٰہی کرتا رہتا ہے۔ اگر وہ گھر میں آئے تو اسے پتا لگے کہ گھر کا کیا حال ہے اور کس تنگی سے گزارہ ہو رہا ہے۔ انہوں نے کہا بہت اچھا میں انہیں سمجھاؤں گا۔ چنانچہ ایک دن وہ ان کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ آپ سارا دن اللہ ہی اللہ کرتے رہتے ہیں۔ آخر آپ سوچیں کہ آپ کی بیوی کہاں سے خرچ لائے؟ اوّل تو مہمان نوازی کا بھی خرچ ہے۔ پھر آپ کا بھی کھانا ہے اور آپ کی بیوی اور بچوں کا بھی کھانا ہے ان اخراجات کے لیے وہ کہاں سے روپیہ

لائے؟ آپ کو چاہیے کہ آپ کوئی کمائی بھی کیا کریں تا کہ گھر کی ضروریات پوری ہوں۔ وہ کہنے لگے اگر آپ کسی کے گھر مہمان جائیں اور وہاں جاتے ہی کھڈی بُننے لگ جائیں یا اپنے ہاتھ سے روٹی پکانے لگ جائیں تو کیا میزبان کو غصّہ نہیں آئے گا کہ یہ میری ذلت کر رہا ہے؟ جب یہ میرا مہمان تھا تو پھر اس نے اپنی روٹی کا فکر کیوں کیا۔ اِسی طرح میں بھی خدا تعالیٰ کا مہمان ہوں۔ اگر میں نے اپنے ہاتھ سے کام کرنا شروع کر دیا تو خدا تعالیٰ یہ کیوں نہیں سمجھے گا کہ میرے اس بندے نے میری ہتک کی ہے۔ وہ بھی تیز طبیعت رکھتے تھے۔ انہوں نے جب یہ بات سنی تو کہنے لگے میں مان لیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمانی صرف تین دن کی ہوا کرتی ہے۔8 پھر صدقہ اور مانگنے والی بات رہ جاتی ہے اور آپ نے تو اپنی عمر کا بیشتر حصہ اس مہمانی میں ضائع کر دیا ہے۔ وہ کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک بات بھول گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بھی فرمایا ہے کہ اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ 9 یعنی اللہ تعالیٰ کا ایک دن ہزار سال کے برابر ہوتا ہے چونکہ مہمانی تین دن کی ہوتی ہے اس لیے اگر مجھے تین ہزار سال کی عمر مل گئی تو میری مہمانی ختم ہو جائے گی لیکن اس سے پہلے پہلے میری مہمانی ختم نہیں ہوسکتی۔ اب دیکھو ان کے دوست نے انہیں خدا تعالیٰ کی محبت سے کھینچنا چاہا، ان کی بیوی نے بھی چاہا کہ وہ خدا تعالیٰ کا ذکر اور اُس کی عبادت چھوڑ کر دنیا کمانے کی طرف متوجہ ہوں مگر چونکہ صرف اُن کے دل میں ہی خدا تعالیٰ کی محبت نہیں تھی بلکہ خدا خود اُن سے محبت کرتا تھا اس لیے کوشش کے باوجود ان کے دل سے اس کی محبت نہ نکل سکی۔ یہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں نمایاں فرق ہے۔ دوسرے مذاہب کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے محبت کرو اور اسلام کہتا ہے کہ بیشک تم بھی اس سے محبت کرو لیکن وہ خود بھی تم سے محبت رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ تم اس سے مل جاؤ اور ان دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ چنانچہ جو شخص اسلام پر چلے وہ اِس دنیا میں خدا تعالیٰ کو پا سکتا اور اس کی محبت کو حاصل کر سکتا ہے لیکن جو شخص اسلام پر نہ چلے اور اُس کی محبت کو حاصل نہ کرنا چاہے وہ اگر محروم رہتا ہے تو اس میں اس کا اپنا قصور ہے کوئی دوسرا اُس کی کیا مدد کر سکتا ہے۔ جو شخص آپ تباہ ہونا چاہتا ہو اُس کو کون بچا سکتا ہے۔

جن دنوں امۃ الحی مرحومہ زندہ تھیں ایک دفعہ سلسلہ پر کوئی ابتلا کی صورت پیدا ہوئی۔ میری اُس وقت اُنہی کے ہاں باری تھی۔ میرے دل پر اِس کا اتنا بوجھ پڑا اور اس قدر افسوس ہوا کہ میں زمین

پر بستر بچھا کر سو گیا اور میں نے عہد کیا کہ جب تک یہ ابتلاء کی صورت دُور نہیں ہوگی میں چارپائی پر نہیں سوؤں گا۔ جب میں سو گیا تو رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ حضرت اماں جان کی شکل میں میرے پاس آیا ہے اور اُس کے ہاتھ میں درخت کی ایک تازہ سبز شاخ ہے اور جس طرح ماں بعض دفعہ اپنے بچہ پر ناراض ہوتی ہے مگر اُس کی ناراضگی کے پیچھے محبت کام کر رہی ہوتی ہے اِسی طرح اُس نے وہ شاخ مجھے مارنے کے لیے اُٹھائی اور کہا محمود! بستر پر سوتا ہے یا نہیں؟ اور اس کے ساتھ ہی اُس نے وہ شاخ نہایت نرمی سے میرے جسم کے ساتھ چُھو دی۔ اس کا میری طبیعت پر اتنا اثر ہوا کہ میں فوراً کُود کر چارپائی پر چلا گیا جو میرے پاس ہی میرے پہلو میں بچھی تھی۔ اور جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میں زمین پر نہیں بلکہ چارپائی پر لیٹا ہوا ہوں۔ گویا اس غنودگی کی حالت میں ہی میں نے چھلانگ ماری اور چارپائی پر جا لیٹا۔ تو ہمارا خدا ہمیں ماں سے بھی زیادہ چاہنے والا ہے اور وہ خود ہمیں پیار کرنے کے لیے ہمارے پاس آتا ہے۔

اِسی طرح اس فتنہ کے وقت میں نے دیکھا کہ ایک کمرہ کی طرف سے آگ کے شعلے نکل رہے ہیں مگر جب میں ایک جگہ کی آگ بجھاتا ہوں تو دوسری جگہ سے شعلے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ دوسری جگہ کے شعلے بجھاتا ہوں تو تیسری جگہ سے نکلنے شروع ہو جاتے ہیں اور میں حیران ہوں کہ اس آگ کو کس طرح بجھاؤں۔ اتنے میں مَیں نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے ہیں۔ آپ چونکہ اُس وقت فوت ہو چکے تھے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ آپ کی شکل میں خدا تعالیٰ ہی اُس وقت آیا اور آپ نے ایک سوراخ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا محمود! اس سوراخ کو بند کر دو تو ساری آگیں خود بخود بجھ جائیں گی۔ چنانچہ میں نے زور سے اُس سوراخ کو بند کر دیا اور میں نے دیکھا کہ جونہی وہ سوراخ بند ہوا یکدم ساری آگیں بجھ گئیں۔ تو ہمارے خدا کی طرف سے صرف یہی آواز نہیں آتی کہ تم مجھے مل سکتے ہو بلکہ یہ بھی آواز آتی ہے کہ میں خود تمہیں کھینچ کر اپنے پاس بلانے کے لیے بے تاب ہوں۔

دوسرے مذاہب کہتے ہیں کہ کوشش کرو، تپسّیا 10 کرو یا ریاضاتِ شاقّہ بجا لاؤ پھر تمہیں خدا ملے گا لیکن اسلام کہتا ہے کہ تم ایک سچی آہ بھی کھینچو تو میں تمہیں اپنے قُرب میں بٹھا لوں گا۔ یہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں ایک نمایاں فرق ہے اور اس سے ہر انسان سمجھ سکتا ہے کہ اسلام کو اس بارہ میں

دوسرے مذاہب پر کتنی فضیلت حاصل ہے۔ چنانچہ دیکھ لو مکہ کے لوگ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتنے مخالف تھے مگر باوجود اِس کے کہ انہوں نے مخالفت کی تھی تپّسیا نہیں کی تھی، آناً فاناً اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور وہی لوگ جو آپ کے خون کے پیاسے تھے آپ پر جان دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حُنین پر حملہ کیا تو ایک شخص جو اُس خاندان میں سے تھا جس کے پاس خانہ کعبہ کی کنجیاں تھیں اور جس کا بھائی کسی جنگ میں مارا گیا تھا اُسے خیال آیا کہ اگر میں بھی مسلمانوں کی طرف سے اِس جنگ میں شامل ہو جاؤں تو شاید مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ وہ اس جنگ میں شامل ہو گیا۔ چونکہ خدا نے اُس کو جھوٹا کرنا تھا اور اُسے حملہ کا موقع دے کر بتانا تھا کہ میں خود اپنے رسول کا محافظ ہوں اس لیے جب دشمن کے تیراندازوں نے وادی کے دونوں طرف سے تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی اور مسلمانوں کی سواریاں بِدک کر بھاگیں تو اُس نے سمجھا کہ حملہ کے لیے اس سے بہتر اَور کوئی موقع نہیں ہو سکتا۔ یہ ایسا نازک موقع تھا کہ حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے اور انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! دشمن پہاڑی پر بیٹھا دونوں طرف سے پتھر برسا رہا ہے، آپ اِس وقت آگے نہ بڑھیے بلکہ اُس وقت تک انتظار فرمایئے جب تک کہ سارے مسلمان پھر جمع نہ ہو جائیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑے جوش سے فرمایا کہ ابوبکر! میرے گھوڑے کی باگ چھوڑ دو اور پھر آپؐ اپنی سواری کو ایڑ لگاتے ہوئے دشمن کی طرف بڑھے اور آپ نے فرمایا

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ 11

یعنی میں نبی ہوں جھوٹا نہیں ہوں۔ مجھے خدا نے خبر دی ہوئی ہے کہ دشمن تجھے ہلاک نہیں کر سکتا۔ اس لیے دشمن خواہ ہزاروں تیر برسا رہا ہے اور میرے ساتھی بھی مجھے چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں (یہاں تک کہ ایک وقت میں بارہ اور دوسرے وقت میں صرف سات صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ گئے تھے) پھر بھی میں مارا نہیں جا سکتا۔ لیکن چونکہ یہ نمونہ ایسا تھا جس سے شُبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید آپ میں خدائی طاقتیں آ گئی ہوں اس لیے ساتھ ہی آپ نے فرمایا کہ

اَنَا ابْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبْ

تم میری اِس جرأت کو دیکھ کر کہ میں دشمن کے تیراندازوں کی بوچھاڑ میں اس کی طرف بڑھتا چلا جاتا

ہوں مجھے مسیحؑ کی طرح خدائی صفات نہ دے دینا، میں عبدالمطّلب کا بیٹا ہوں اور تمہارے جیسا ایک انسان ہوں۔ جیسے مسیحؑ حضرت مریم کے بیٹے تھے مگر عیسائیوں نے تو اُن کو خدا بنالیا تم مجھے خدا نہ بنالینا اور میرے انسان ہونے کو کبھی فراموش نہ کرنا۔ اُس وقت وہی شخص جو آپ پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور جس کا نام شیبہ تھا آپ کی طرف بڑھا اور اِس نیّت سے بڑھا کہ اِس وقت آپ اکیلے ہیں اور آپ کے ساتھی بھاگ چکے ہیں میں خنجر مار کر آپ کو مار ڈالوں گا مگر جب وہ آگے بڑھا تو وہ خود کہتا ہے کہ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میرے اور آپ کے درمیان آگ کا ایک شعلہ بھڑک رہا ہے اور اگر میں آپ کے اَور قریب ہوا تو وہ شعلہ مجھے بھسم کر دے گا۔ اتنے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھ لیا اور فرمایا شَیبہ! اِدھر آ ؤ۔ جب وہ آپ کے قریب گیا تو آپ نے اپنا ہاتھ اُس کے سینہ پر پھیرا اور فرمایا اے خدا! شیبہ کو ہر قسم کے شیطانی خیالات سے نجات دے اور اس کے دل سے ہر قسم کا بُغض اور کینہ نکال دے۔ وہ کہتا ہے آپ کا ہاتھ ابھی میرے سینہ سے علیحدہ نہیں ہوا تھا کہ میرے دل میں آپ کی محبت کا اتنا جوش پیدا ہو گیا کہ یا تو میں آپ کو قتل کرنے کی نیت سے آیا تھا اور یا میرے دل میں اس وقت اگر کوئی خواہش تھی تو صرف یہی کہ میرا ہر ذرّہ آپ پر قُربان ہو جائے۔ پھر میں نے اپنی تلوار نکال لی اور آگے بڑھ کر دشمن کا مقابلہ کرنا شروع کر دیا اور خدا کی قسم! اگر اُس وقت میرا باپ بھی آپ پر حملہ کرنے کے لیے آگے آتا تو میں تلوار سے اُس کی گردن اُڑا دیتا۔12

اِس واقعہ پر غور کرو اور دیکھو کہ کس طرح یکدم اُس کے اندر محبت پیدا ہو گئی اور یا تو وہ آپ کو قتل کرنے کی نیت سے آیا تھا اور یا وہ کہتا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتے ہوئے میں ٹکڑے ٹکڑے بھی ہو جاتا تو مجھے بڑی خوشی ہوتی اور اگر ایسی حالت میں میرا باپ بھی میرے سامنے آتا تو میں اپنے باپ کی گردن اُڑانے سے بھی دریغ نہ کرتا۔ یہ عملی ثبوت ہے اِس بات کا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ اُسے ایک منٹ میں کھینچ کر اپنے پاس لے گیا۔ آخر شَیبہ نے کونسی تپسّیا کی تھی؟ کب وہ ساٹھ سال تک جنگلوں میں رہا؟ کب اُس نے بدھؑ کی طرح اپنی خواہشیں ماریں؟ اُس نے تو اتنی گندی خواہش کی تھی کہ جس سے بڑی گندی خواہش اَور کوئی ہو ہی نہیں سکتی۔ اُس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی خواہش کی تھی مگر وہی شخص جو گندی سے گندی خواہش لے کر آیا تھا ایک منٹ کے اندر اندر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی طرف کھینچ لیا، اِس کی محبت کی

نظیر دوسرے مذاہب میں کہیں نظر نہیں آ سکتی۔

بائیبل کو دیکھو تو اُس میں لکھا ہے کہ حضرت ہارونؑ نے حضرت موسٰیؑ کی بدگوئی کی اور اُن پر الزام لگایا۔13 پس وہ تو نبیوں کو بھی گندہ بتاتی ہے مگر یہاں ایک کافر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لیے آتا ہے اور اللہ تعالیٰ یکدم اسے کھینچ کر اپنے پاس بٹھالیتا اور اپنے قُرب میں جگہ دے دیتا ہے۔

اِسی طرح انجیل میں حضرت مسیحؑ کے متعلق لکھا ہے کہ گرفتاری سے ایک روز قبل جبکہ وہ تمام شاگردوں کے ساتھ مل کر کھانا کھا رہے تھے حضرت مسیحؑ نے کہا کہ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک مجھے پکڑوائے گا"۔ اِس پر انہوں نے پوچھا اے استاد! وہ کونسا خبیث انسان ہے جو تجھے گرفتار کروائے گا؟ اُس وقت وہی شخص جس نے پکڑوانا تھا اُس کا ہاتھ کھانا کھاتے ہوئے مسیحؑ کے ہاتھ سے ٹکرایا اور آپ نے کہا کہ وہی جس کا ہاتھ میرے ہاتھ کو لگ رہا ہے مجھے پکڑوائے گا۔14 چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس شخص نے یہودیوں سے صرف تیس درم یعنی اڑھائی روپے لے کر حضرت مسیحؑ کو پکڑوا دیا۔15 اس وقت پطرس جو آپ کا بہت محبوب شاگرد تھا اور حضرت مسیحؑ کا خلیفہ اوّل کہلاتا ہے کہنے لگا کہ اَور لوگ اگر ٹھوکر کھا جائیں تو یہ ممکن ہے لیکن میں کبھی ٹھوکر نہیں کھا سکتا۔ حضرت مسیحؑ نے جب یہ بات سنی تو فرمایا کہ "میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ اس رات مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تُو تین بار میرا انکار کرے گا"۔16

چنانچہ جب حضرت مسیحؑ کو گرفتار کر لیا گیا تو پطرس بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلا تا کہ وہ دیکھے کہ حکومت آپ سے کیا معاملہ کرتی ہے۔ وہ وہاں صحن میں بیٹھا تھا کہ ایک لونڈی اُس کے پاس آئی اور اُس نے کہا کہ تُو بھی مسیح کے ساتھیوں میں سے معلوم ہوتا ہے۔ اِس پر پطرس ڈر گیا اور اُس نے کہا کہ میں تو اس کا ساتھی نہیں۔ پھر وہ ڈیوڑھی میں داخل ہوا تو ایک دوسری لونڈی یہودیوں سے کہنے لگی کہ یہ بھی یسوع ناصری کے ساتھ تھا۔ اِس پر اُس نے قسم کھا کر انکار کیا اور کہا کہ میں تو اس آدمی کو جانتا تک نہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد چند اَور آدمیوں نے کہا کہ تُو بھی اس شخص کے ساتھیوں میں سے ہے کیونکہ تیری بولی سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔" اس پر وہ لعنت کرنے اور قسم کھانے لگا کہ میں اس آدمی کو نہیں جانتا"۔17 اور جب اس نے تیسری بار انکار کیا اور مسیح پر لعنت ڈالی تو اُس وقت مُرغ نے

اذان دی اور پطرس کو حضرت مسیحؑ کی یہ بات یاد آ گئی کہ آج رات تُو مُرغ کے بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کرے گا۔

یہ اُن لوگوں کا حال تھا جو حضرت مسیحؑ پر ایمان لائے مگر جہاں اپنے ساتھیوں کی تربیت اور دشمنوں کی اصلاح میں بائیبل کی رُو سے حضرت مسیحؑ بھی ناکام رہے اور حضرت موسیٰؑ بھی ناکام رہے وہاں اگر کوئی نبی کامیاب ہوا ہے تو صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کامیاب ہوئے ہیں جنہوں نے اپنے دشمنوں میں بھی اتنی محبت پیدا کر دی کہ وہ آپ پر جانیں قُربان کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اِس سے نہ صرف آپ کی زبردست قوّتِ قدسیہ کا ثبوت ملتا ہے بلکہ اسلام اور دوسرے مذاہب میں ایک عظیم الشان فرق بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اسلام نے جو محبتِ الٰہیہ کے حصول کا طریق بتایا ہے وہ اتنا آسان ہے کہ اس پر چلنے کے نتیجہ میں خدا خود انسان کو کھینچ کر آسمان پر لے جاتا ہے۔ دوسرے مذاہب میں انسان زور لگاتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے ملنے کی جدوجہد کرتے ہیں لیکن اسلام یہ سکھاتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ کے اندر تمہارے ملنے کی تڑپ پائی جاتی ہے اور وہ آپ تمہیں کھینچ کر اپنے قریب کر لیتا ہے"۔

(الفضل 18 جون 1958ء)

---

1 : البقرة: 139

2 : آل عمران: 32

3 : چانے: چانا۔ مچھلی کے جسم کا پتلا چھڑا۔ (پنجابی اُردو لغت)

4 : فیروزہ: ایک پتھر جو سبز زنگاری یا نیلا ہوتا ہے۔

5 : نروان: نجات، رہائی اور آواگون۔

6 : البقرة: 187

7 : بخاری کتاب الادب باب رحمة الولد وتَقْبِيْلِهٖ (الخ)

8 : بخاری کتاب الادب باب اکرام الضَّيْف وَخِدْمَتِهٖ (الخ)

9 : الحج: 48

10 : تپسیا: مشقت کی عبادت

11 : مسلم کتاب الجهاد باب غزوة حنين

12: السیرۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 127، 128 مطبوعہ مصر 1935ء

13: گنتی باب 12 آیت 1

14: متی باب 26 آیت 21 تا 23

15: متی باب 26 آیت 14، 15

16: متی باب 26 آیت 33، 34

17: متی باب 26 آیت 69 تا 75